بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں آمین

اِعانت واِستعانت کی شرعی حیثیّت

مصنّف

پیر سیّد نصیر الدّین نصیر

سجّادہ نشین

درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

مہریہ نصیریہ پبلشرز

درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد پاکستان

فون: 051-2292814

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں (آمین)

اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت

مصنّف

پیر سیّد نصیر الدّین نصیر

سجّادہ نشین

درگاہِ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف

مہریہ نصیریہ پبلشرز

درگاہِ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد پاکستان

فون: 051-2292814

نامِ کتاب:	اِعانت واِستعانت کی شرعی حیثیت
نامِ مصنّف:	پیر سیّد نصیر الدین نصیر
بار:	اوّل
تعداد:	1100
کمپوزنگ و تزئین:	مُرسلین احمد گولڑوی
پروف ریڈنگ:	مولٰنا محمد اشفاق سعیدی
	ربنواز، چکوال
نگرانیِ طباعت:	عبدالقیوم گولڑوی
ناشر:	مہریہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف
مطبع:	عمران پرنٹرز، اسلام آباد
ہدیہ:	80روپے
سنِ طباعت:	صفرالمظفر 1423ھ، مطابق مئی 2002ء

ملنے کا پتہ

اندرونِ ملک: مکتبۂ مہریہ نصیریہ، درگاہِ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف

E-11 اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 051-2292814

مکتبۂ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور

بیرونِ ملک: قاری فضل رسول، جامعہ حنفیّہ مہریہ اینڈ مُسلم سنٹر INC. 32-13، گلی 57th

ووڈسائیڈ نیویارک۔ آفس 418 ایونیو، پی بروک لائن، نیویارک 11223

فون: 718-274-7813 فیکس: 385 3396-718 امریکہ

پیش کیا۔ تصدیقِ مزید کے لئے آپ کی تصنیف تحقیق الحق اور اعلاء کلمۃ اللہ کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اِس کے باوجود کوئی معقول انسان حضرت گولڑوی کو اپنے اساتذہ یا مشائخ کا گستاخ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ آپ نے جن بزرگ ہستیوں کی بعض عبارات کو مزلّۃ الاقدام سمجھتے ہوئے دلائل سے رد کیا۔ اِس کے باوجود آپ اُن کی علمی عظمت کے معترف بھی تھے۔ بہرحال اب بات کو سمیٹتے ہوئے قارئین کو اصل موضوع کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

عبادٌ امثالکم کے تحت آخری بات

آیات کے مخاطب چاہے مُشرکین ہوں یا اصنام، یہ بات از رُوئے شریعت طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بشمول انبیاء و اولیاء کوئی بھی مخلوق لائقِ عبادت نہیں۔ انسان اور بتوں کے درمیان حُرمتِ عبادت قدرِ مُشترک ہے لٰہذا دونوں کی عبادت حرام ہے اور یہ کہ دُعا یعنی مانگنا عبادت ہے یا نہیں، اِس کی تشریح شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارات نے واضح کر دی۔ علاوہ ازیں قرآن و احادیث سے بھی اِس کی توثیق کر دی گئی۔ نہ ماننے کا علاج تو انبیاء کے پاس بھی نہ تھا، اُنہیں بھی اِنْ علیكَ اِلّا البَلاغ تک محدود رکھا گیا۔ بہرحال معترض کا یہ کہنا کہ مَیں نے اصنام اور مُشرکین کے بارے نازل شُدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا، غلط ٹھہرا۔ کیونکہ اِس کی مثال حضرت گولڑوی کی اپنی تحریر سے مع تجزیہ پیش کر دی گئی۔ اگر پھر بھی ضد ہے تو پھر اِس کی زد میں، مَیں ہی نہیں، بلکہ حضرت پیر صاحب بھی آتے ہیں۔

فرمائیے اب ارادے کیا ہیں؟ بقولِ شاعر ؎

جل گیا اپنا نشیمن تو کوئی بات نہیں
دیکھنا یہ ہے کہ اب آگ کدھر لگتی ہے

عبادٌ امثالکم کے ضمن میں مفسّرین کی آراء

معترض کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تمام مفسّرین نے آیۂ عبادٌ امثالکم کے تحت لکھا ہے۔ انها مملوکة و مخلوقة یعنی مملوک اور مخلوق ہونے میں جو مماثلت اصنام

اور مُشرکین میں ہے وہی اصنام اور اولیاء میں ہے، اللہ جلّ جلالہٗ کے سامنے جب پیشی ہو گی تو مملوک و مخلوق کی حیثیت سے اصنام اور اولیاء برابر ہوں گے۔ جیسے وہ مخلوق و مملوک، ویسے یہ بھی مخلوق و مملوک۔ جیسا آیۂ انما انا بشر مثلکم میں کُم ضمیر کا مرجع مُشرکین ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی مُشرکین کے ساتھ مثلیت مخلوقِ خدا ہونے میں ہے، وہی مثلیت اصنام و اولیاء وغیرھم میں بھی ہے۔ لہٰذا قادرِ مطلق اور رزّاقِ برحق کے سامنے جس طرح اصنام اور مُشرکین سائل ہیں، ویسے ہی انبیاء و اولیاء بھی اُسی کے سائل اور مخلوق و مملوک ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسے مُشرکین اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں یُوحٰی اِلیّ حدِ فاصل ہے اِسی طرح اصنام و اولیاء میں آیت اِنّ الذّین سَبقَت لَھُم منّا الحُسنی اُولٰئك عنھا مُبعدُون فائدۂ تمیز دیتی ہے۔ گویا بقولِ راقم الحروف ؎

اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کُل، تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رُسُل
اِن کی عزّت کا باعث ہے نسبت تری اِن کی پہچان تیرے سوا کون ہے

درست ٹھہرا۔

بعض دفعہ کچھ حضرات جب خود ساختہ و اختراعی مذہب و موقف پر بزعم خویش دلائل دینا شروع کرتے ہیں تو پھر انصاف و دیانت کا دن دیہاڑے خون کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جو مضحکہ خیز بھی ہوتا ہے اور خوں ریز بھی۔ مثلاً اِسی مسئلۂ استعانت پر معترضین و مخالفین جب کتاب و سُنّت سے دلائل تلاش کرنا شروع کرتے ہیں تو چونکہ اُن کا موقف تارِ عنکبوت کی طرح کچا اور بے سر و پا ہوتا ہے، اِسی لئے اُنہیں اپنے موقف کی تائید میں کتاب و سُنّت سے، سوائے مایوسی کے کچھ نہیں مِلتا۔ لیکن وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں کہ باہوش و خبردار معاشرہ میں اُن کے خانہ زاد مذہب کی وقعت اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک قرآن و حدیث سے کچھ نہ کچھ اِس کی تائید میں پیش نہ کیا جائے۔ بس پھر کیا ہوتا ہے، وہ قرآنِ مجید میں سے ایسی آیات جن کا مورد کچھ، حکم کچھ اور مفہوم کچھ ہوتا ہے، لیکن یہ

بے چارے علمی یتیم اِن میں کھینچا تانی کر کے اُنہیں اپنے حق میں صرف کرنا چاہتے ہیں تو بقولِ علامہ اقبالؒ...... ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

کے مصداق آیاتِ قرآنیہ میں ردّوبدل اور خود ساختہ تاویلات کرنے لگتے ہیں اور یُحرّفون الکلم عن مواضعه کا پُورا پُورا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اِسی طرح ذخیرۂ حدیث میں سے جو کُتب دُنیائے حدیث اور علمِ نقد و رجال میں معتبر تصوّر کی جاتی ہیں اُنہیں ہاتھ نہیں لگاتے، کیونکہ اُن میں اِن مسکینوں کے لئے کچھ نہیں ہوتا، اِسی لئے غیر معروف اور ضعیف کُتب میں سے وہ روایات ڈھونڈ لاتے ہیں جن کی سند کا پتہ تو در کنار، حوالہ بھی صحیح طرح سے معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ اِسی موضوعِ مذکور پر زمانۂ ماضی قریب کے ایک مشہور عالم و مفتی صاحب کی کتاب دیکھنے کا اتّفاق ہُوا تو مَیں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ غیرُ اللّٰہ سے استعانت کے بارے اُنہوں نے جو آیت سب سے پہلے پیش کی اُس کا اِس موضوع کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر ہے بھی تو اِس محاورے کے مطابق ...... کہ من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ می سراید یہی آیت اُن کے موقف کی کُھلی تردید کرتی نظر آتی ہے۔ قارئینِ گرامی! آپ بھی اُن کی پیش کردہ آیت اور اُس سے اُن کا طرزِ استدلال ملاحظہ کیجئے اور قتلِ انصاف کا ماتم کیجئے۔

معترضین کے دلائل

فرماتے ہیں...... غیرُ اللّٰہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات، احادیثِ صحیحہ اور اقوالِ فقہاء و محدّثین اور خود مخالفین کے اقوال سے ہے ہم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں، قرآنِ کریم فرماتا ہے وَادعُوا شُهَدَآءَ کُم مِن دُونِ اللّٰہِ اِن کُنتُم صٰدِقِین (اور اللّٰہ کے سوا اپنے سارے حمائتیوں کو بُلا لو اگر تم سچے ہو) اِس میں کفّار کو دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کی مثل ایک سورۃ بنا کر لے آؤ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمائتیوں کو بُلا لو۔ غیرُ اللّٰہ سے مدد مانگنے کی اجازت دی گئی ہے۔ انتہٰی:

اِس آیت سے استدلال کرنے میں مفتی صاحب متعدّد طریقوں سے بُھولے ہیں۔

نمبر 1- یہاں اللہ تعالیٰ نے کفّار اور مُشرکین پر چوٹ کی، تعریضاً اُنہیں کہا کہ تمہارا جو عقیدہ ہے کہ اللہ کے علاوہ اصنام اور تمہارے رؤساء و اکابر تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور تم اُنہیں مختلف مُشکلات میں پُکارا کرتے ہو اب تم پر یہ بہت بڑی مصیبت آن پڑی ہے کہ تم عرب لوگ اپنی زبان دانی اور فصاحت پر بڑے نازاں ہو اور تم پُوری دُنیا کے دُوسرے (غیر عرب) لوگوں کو عجمی یعنی گونگا کہتے ہو تمہاری اِسی فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کے لئے یہ چیلنج ہے کہ تم قرآنِ مجید کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لاؤ۔ لہٰذا اِس مصیبت اور پریشانی میں اُن اپنے جھوٹے معبودوں اور معاونین و ناصرین کو پُکارو، اپنے ساتھ ملاؤ، تاکہ تمہارا زبان دانی کا بھرم قائم رہ سکے اور تمہیں ہزیمت و ذلّت نہ اُٹھانا پڑے۔ لیکن اگر وہ تمہاری مدد کو نہ آئیں اور آ بھی نہیں سکتے تو خوب جان لو کہ تم اپنے اعتقاد و ادّعا میں بالکل جھوٹے اور فریب خوردہ ہو۔ امام فخر الدین رازیؒ اِسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(المسئلة السابعة) فی المُراد من الشّهداءِ وجهان (الاوّل) المراد من اُدعُوا فیه الالٰهیّة وهی الاوثان فکانّهٗ قیل لهم ان کان الامر کما تقولون من أنّها تستحق العبادة لما انّها تنفع و تضرّ فقد دفعتم فی منازعة محمّد ﷺ الیٰ فاقةٍ شدیدةٍ وحاجةٍ عظیمةٍ فی التخلص عنها فتعجلوا الاستعانة بها والا فاعلموا انکم مبطلون فی ادعاءِ کونها آلهة وانّها تنفع و تضر...... الخ

یعنی آیتِ محوّلہ بالا میں شھداء کم سے دو مُرادیں ہیں، نمبر 1- جن کو مُشرکین اپنا الٰہ اور معبود مانتے ہیں یعنی بُت، اُنہی کے بارے کہا گیا کہ اگر واقعۃً ایسا ہی ہے کہ تمہارے یہ بُت عبادت کے حق دار ہیں کیونکہ بقول تمہارے یہ تمہیں نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں تو پھر تمہیں چاہیئے کہ اِن سے جلد از جلد مدد مانگو، کہ اِس قرآنی چیلنج کے مقابلے میں تمہاری مدد کر کے تمہیں اِس بلائے ناگہانی اور ذلّت و رُسوائی سے بچالیں اور اگر یہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر عقل کے ناخن لو اور یہ عقیدہ چھوڑ دو کہ یہ لائقِ عبادت ہیں اور نفع و نقصان دے سکتے ہیں۔

نمبر2. دُوسری مُراد شہداء سے یہ ہے کہ اے مُشرکو! تمہارے جو وڈیرے، سردار اور وہ لوگ جو پیغمبرِ اسلام کے انکار میں تمہارے ساتھ شریک ہیں اُن کو مدد کے لئے بلاؤ تاکہ قرآن کے مقابلے میں تمہاری مدد کریں۔

ذہین قاری پر یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے مُشرکین کو اُن کے حمایتی بلانے کے لئے تعریضًا کہا کہ تم جن کی پوجا کرتے ہو وہ بُت یا جن اکابر و رؤسا کی بات کو لائقِ اطاعت و تقلید گردانتے ہو اگر تم اُن کی عبادت کرتے ہو، اُن کے حکم کو احکامِ خداوندی کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہو اور دیگر بہت سی مُشکلات میں اُنہیں پُکارتے ہو اب شرمندہ و پشیمان ہو کر بغلیں جھانکنے کے بجائے اُنہیں مدد کے لئے بلاؤ اور اپنے ساتھ مِلا کر قرآن کا مقابلہ کرو۔ جو لوگ اِس سے استدلال کر رہے ہیں اُنہیں ماننا پڑے گا کہ اگر یہاں مُشرکین کو اپنے حمایتی بلانے کی اجازت دینے سے غیرُ اللہ سے استعانت ثابت ہو رہی ہے تو پھر غیرُ اللہ کی عبادت اور اُن کے ہر حکم کو حکمِ خداوندی کے مقابلے میں ترجیح دینے کا جواز بھی یقینًا ثابت ہو رہا ہے۔ بتایئے! یہ نتیجہ کیسا رہے گا؟ خدا را کچھ تو دیکھ بھال کر استدلال کیا کرو۔

نمبر3. اگر علیٰ وجہ التّسلیم یہ اجازت مان بھی لی جائے کہ کفّار کو اجازت دی گئی ہے کہ اپنے حمایتیوں کو بُلا لو تو پھر بھی یہ اجازت کفّار کے لئے ہے نہ کہ اہلِ ایمان کے لئے۔

نمبر4. قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر تعریضًا کچھ باتیں کی ہیں کیا اُنہیں حقیقتًا لیا جائے گا جیسا کہ کافر کو بروزِ قیامت کہا جائے گا ذُق اِنك انت العزیز الکریم۔ کتنی حیرت کی بات ہے اللہ تعالیٰ کفّار کی بے بسی اور عاجزی ظاہر کرنے کے لئے اُن پر چوٹ کر رہا ہے کہ اگر تم من دون اللّٰہ اپنے تمام رؤساء و اکابر اور معبودانِ باطلہ کو بھی ساتھ مِلا لو تو میرے رسولِ برحق محمد ﷺ کے منہ مبارک سے نکلنے والے قرآن کے مقابلے ایک سورۃ بھی بنا کر نہیں لا سکتے اور یہ یار لوگ خوش ہو کر نعرے لگا رہے ہیں کہ دیکھو اللہ نے ہمیں اجازت بخش دی ہے کہ غیرُ اللہ سے مدد مانگ لیا کرو...... ع برِیں عقل و دانش بباید گریست

اِسی طرح تمام قائلینِ استعانت بغیر اللہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ بھی اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ واستعینوا بالصّبر والصّلوۃ (تم صبر اور نماز سے مدد طلب کرو) اور طرزِ استدلال کچھ یُوں ہوتا ہے کہ دیکھو، یہاں اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے کہ تم صبر اور نماز سے مدد طلب کیا کرو۔ نہ تو صبر ذاتِ باری تعالیٰ کا عین ہے نہ ہی نماز۔ یعنی صبر اور نماز خدا تو نہیں ہے۔ لہٰذا غیر خدا ہوئے تو پھر غیرُ اللہ سے مدد مانگنا جائز ہو گیا اور یہ حکم بھی مسلمانوں کو دیا گیا۔

قارئینِ محترم! پہلی بات تو یہ ہے کہ "یہ حکم مسلمانوں کو ہے" یہ کوئی حتمی اور ضروری نہیں بلکہ مفسّرینِ کرام میں سے بعض کی رائے یہ بھی ہے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کو دیا گیا کیونکہ اِس سارے رکوع میں خطاب بنی اسرائیل کو ہے۔ یبنی اسرآء یل اذکرُوا نعمتی الّتی...... الخ چنانچہ اِس اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے علّامہ امام فخر الدین رازیؒ رقم طراز ہیں:

اختلفُوا فی المخاطبین بقولہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ واستعینُوا بالصّبر والصّلوٰۃ فقال قومٌ ھم المؤمنون بالرّسول قالوا لان من ینکر الصّلوٰۃ أصلًا والصّبر علٰی دینِ محمّدٍ ﷺ لا یکاد یقال لہٗ استعن بالصّبر و الصّلوٰۃ فلا جرم وجب صرفہٗ الٰی مَن صدق بمحمّدٍ ﷺ ولا یمتنع أن یکون الخطاب اوّلًا فی بنی اسراء یل ثم یقع بعد ذٰلك خطابًا بالمؤمنین بمحمّدٍ ﷺ والاقربُ أن المخاطبین ھم بنوا اِسراء یل لان صرف الخطاب الی غیرھم یوجب تفکیك النظم...... الخ

یعنی اِس بات میں اختلاف ہے کہ اِس آیت میں خطاب کن سے کیا گیا۔ پس ایک جماعت نے تو کہا کہ اِس آیت میں مخاطب مؤمنین اُمّتیانِ محمد مصطفیٰ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام ہیں کیونکہ جو نماز کا منکر ہے اور جس نے دینِ محمدؐ پر استقامت وصبر اختیار نہیں کیا نا ممکن ہے کہ اُس سے کہا جائے کہ تو نماز اور صبر کے ساتھ استعانت کر۔ لیکن اِس صورت میں یہ بات